

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۴	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۴ فروری ۱۹۱۶ء	نمبر ۵

گلدستۂ اخبار

جرمنوں نے ایک کامیاب فرانسیسی ہوا باز کو انعام دیا ہے۔ اُس نے ہوائی جہاز سے سرکلر پھینکے تھے جن میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اب سے میں توپ خانوں میں سُرخ بازو والی مشین استعمال کیا کرونگا۔

۲ ماہ گزشتہ کی شام کو دشمن نے چھ یا سات ہوائی جہازوں کے بیڑہ سے مشرقی شمال مشرقی اور مڈلینڈ اضلاع (واقعہ انگلستان) پر بم پھینکے۔ مگر اب تک کوئی قابل ذکر نقصان نہیں ہوا ہے۔

۳۱ جنوری کو ایک اور ہوائی جہاز نے پیرس پر یورش کی۔ مگر جب سراغرساں روشنیاں روشن کی گئیں۔ تو واپس بھاگ گیا

۲۸ جنوری کو میسوپوتامیہ میں دریا کی سخت طغیانی کے سبب سے ترکی مورچہ جو قوط پر تھا اُن کے ہاتھ سے نکلگیا۔

گذشتہ پندرہ دنوں کی جنگ میں روسیوں نے کوہ قاف میں چالیس میلوں کے مضبوط فرنٹ سے ترکیوں کو نکال دیا۔

ارضروم اور میلاز غرت میں جو ترکی فوجیں ہیں اُنکو روسیوں نے باقماندہ ترکی فوجوں سے بالکل علیحدہ کر دیا ہے۔

سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے اعلان کیا ہے کہ وہ تیس برس سے نیچے کے ان اعلےٰ درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی درخواستیں منظور کرنے پر تیار ہیں جو جنگی خدمات کر چکے ہیں اور اب اُن کے قابل نہیں رہے۔ تاکہ اُن کو انڈین فائنینس (ملٹری) ڈیپارٹمنٹ میں آسامیاں دی جاویں۔

تھوڑی سی رخصت لے کر پرنس آف ویلز بکنگھم پیلیس میں واپس آگئے ہیں

سر ہارروس نے بحری سرنگ کے ٹرینڈ کس اسکر نامی ایک انجنیر کو بحر بالٹک میں ایک جرمن کروزر کے غرق کر دینے پر کراس آف سینٹ جارج۔ (روسی وکٹوریا کراس) کا تمغہ عطا فرمایا ہے

فرانسیسی وزیر تجارت ایم کلیمنٹل لنڈن میں تشریف لے گئے ہیں۔

پریذیڈنٹ ولسن کا سفیر کرنل ہوس برلن سے سوئٹزرلینڈ کو روانہ ہو گیا ہے۔

ترکی ۱۸ برس کی عمر کے لڑکوں کو فوج میں بھرتی کر رہے ہیں۔

۳۱ جنوری کو دہلی میں سخت طوفان آیا جس سے کیمپ میں اور خصوصاً وائسرائے کے کیمپ پر سخت نقصان ہوا۔

سیلون سے پانچ ہوائی جہاز جنگ پر بھیجے جائینگے۔ ایک لاکھ ۲۳ ہزار اور ۷ سو روپیہ ٹائمز آف سیلون ایروپلین فنڈ کے لئے جمع ہوا اس کے متعلق چندہ کی فہرست اب بند کر دی گئی ہے۔

ملک معظم کا داروغہ اصطبل لندن کے ایک نرسنگ ہوم میں مردہ پایا گیا ہے۔

تار برقیات

دھلی ۳۱ جنوری۔ ایک چیف سنسر کا بیان ۲۸ جنوری ۱۹۱۶ء کا بابت جنگ مسوپوٹامیہ حسب ذیل ہے۔

دریا کی طغیانی سے ترکی مورچہ جو قوط میں تھا بہ گیا۔ دشمن نے وہ تمام خندقیں خالی کر دی ہیں جو جنرل ٹاؤنسہینڈ کے شمال مغرب فرنٹ پر ہیں اور قریبًا دو ہزار گز پیچھے کو ہٹ گئے ہیں۔ جنرل ٹاؤنسہینڈ کے ابتدائی معائنہ کرنے والے فوجی طلائے ۱۲ سو گز تک آگے بڑھ گئے ہیں۔ اور ترکی خندقوں میں جائے گیر ہو گئے ہیں۔ انہوں نے وہاں ۵۰ مرے پائے جن کے جسم میں سنگینیں بھونکی ہوئی تھیں اور اپنے اپنے جھونپڑے ڈالے ہوئے تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو چند دن پیشتر جب طغیانی زدہ خندقوں میں سے نکل رہے تھے۔ تو جنرل مذکور کی گولیوں کا نشانہ ہو گئے تھے۔ یہ نہایت گہری خندقوں کی پوری بائیس قطاریں تھیں اور میلوں تک شہد کی مکھی کے چھتوں کی طرح ہر ایک دوسرے سے لگی ہوئی خندقوں کا میدان ہے۔

جنرل ٹاؤنسہینڈ کا مورچہ چونکہ بلندی پر تھا اس لئے طغیانی سے اس کو کچھ نقصان نہیں ہوا۔ دو دن تک بارش نہیں ہوئی۔ اگرچہ سردی سخت اور ابر چھایا ہوا ہے۔ اور دریا کی طغیانی کم ہوتی جا رہی ہے۔ جنرل ٹاؤنسہینڈ روزمرہ کے تار کی تار برقی کے ذریعہ سے اس فوج سے باتیں کر رہا ہے۔ جو دریائے دجلہ پر بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ جنرل ٹاؤنسہینڈ کے کیمپ میں سب خیریت ہے۔

لندن ۳۱ جنوری کوپنہیگن۔ ناروے کے ساحل سے پرے بہت سی برطانوی اور جرمن جہازوں اور کروزروں وغیرہ کی بڑی چہل پہل ہے۔ اس علاقہ کے پانیوں میں برطانوی جنگی جہازوں اور جرمن بحری سرنگوں کی ایک بڑی تعداد نظر آتی ہے۔ ایک سٹیمر جو سٹاونجر میں آیا ہے۔ رپورٹ دیتا ہے۔ کہ اس نے برباد کن کشتیوں کی ایک تعداد دیکھی۔ دوسرے مقاموں سے تار کی خبریں آ رہی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کروزر اور برباد کن کشتیاں ساحل کے نزدیک نزدیک منڈلاتی اور چھاپ بھیک کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ جمعہ کے روز سکاگریک میں چار جرمن کروزر دکھائی دیئے۔

لندن یکم فروری پیٹروگراڈ کا ایک کیمونک راوی ہے۔ کہ گذشتہ پندرہ دنوں میں جو کوہ قاف میں جنگ کا نتیجہ ہوا وہ یہ ہے کہ ہم نے ۵۰ میل لمبے اور مورچوں سے مضبوط فرنٹ پر سے ترکوں کو ہٹا دیا اور سرد پہاڑی علاقہ سے اتر کر آباد علاقہ میں آ رہے ہیں جو سرمائی فوجی قیام کے نہایت حسب حال ہے۔ ترک جو ارض روم اور میلاذ غرت میں رہتے ہیں۔ باقی ماندہ فوج سے الگ علیحدہ کر دیئے گئے۔

دھلی یکم فروری۔ ذیل کا تار سکرٹری آف سٹیٹ کی جانب سے حضور ویسرائے ہند کو بدیں مضمون موصول ہوا ہے۔

فرانسیسی رپورٹ دیتے ہیں۔ کہ جرمنوں نے دریائے سومے کے جنوب میں سخت گولہ باری کے بعد فرانسیسیوں کے مورچوں پر جو دریائے سومے کے خم سے لے کر اور زیادہ جنوب کو فرائز تک پھیلا ہوا ہے۔ حملہ کیا اور فرائز نامے گاؤں لے لیا۔ فرانسیسیوں نے بالمقابل حملہ کیا اور کئی خندقیں ان سے چھڑا لیں۔ اہل جرمن دعوے کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مورچہ پر قبضہ کر لیا ہے جو ۳۸۰۰ گز طول اور ۱۰۰۰ گز گہرا ہے۔ دشمن نے ڈومپیر پر بھی حملہ کیا۔ جو سومے دریا کے جنوب کو ہے۔ مگر دو مرتبہ پسپا کر دیئے گئے۔ نیوویل کے جنوب مشرق میں بھی سخت جنگ ہوئی اور ایسا ہی ارٹائیس میں بھی دونوں جانب سے لگے اور بالمقابل کے حملے ہوتے رہے۔ لیہونس کے نزدیک بھی جرمن کا ایک حملہ ہر جگہ پسپا کر دیا جاتا رہا۔

فرانسیسی توپ خانہ زوروں پر تھا۔ ۲۹ جنوری کو ایک زیپلین نے پیرس پر بم پھینکے اور ۲۳ آدمی ہلاک کر دیئے۔ پھر ۳۰ جنوری کو ایک اور زیپلین نے پیرس پر بم پھینکے۔ مگر کچھ نقصان نہیں ہوا۔ برطانوی رپورٹ ہے کہ دشمن نے سخت گولہ باری کے بعد کرلوی کے نزدیک البرٹ کے پانچ میل جنوب مشرق اور فرائز کے پانچ میل شمال مغرب کو ہمارے کیمپوں میں آ گھسے۔ مگر بالمقابل کے حملات نے ان کو وہاں سے نکال دیا۔ لوز کے گرد اگرد سخت گولہ باری ہوتی رہی اور برٹش نے بھی خوب زور کے ساتھ جواب دیا۔ روسی رپورٹ کرتے ہیں کہ وہ ارض روم میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ فرانسیسیوں نے بلغاری علاقہ پر سالونیکا سے خوب حملات کئے۔

جناب ایکسیلنسی وی ویسرائے اور ان کی پارٹی منگل کے روز دہلی سے بانکی پور اور بنارس کے دورہ پر روانہ ہو گئے ہیں۔



ایڈیٹوریل نوٹس

تاثر

جس طرح ہمارے نظام شمسی میں متفرق سیارے ہیں اور ہر ایک سیارہ کا اپنا اپنا کرّہ ہوا ہے اور ہر ایک کا کرّہ ہوا یہ دوسرے سیاروں کے کرّہ ہوا سے ایک خاص مقام پر مس کرتا ہو اسی طرح ہر ایک شخص کا خواہ بھلا ہو خواہ بُرا اپنا اپنا اور علیحدہ علیحدہ کرّہ اخلاقی موجود ہے اور وہ اپنے کرہ میں گردش کرتا رہتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اُس کا کرہ دوسرے شخصوں کے کرہ کے ساتھ بھی مس رکھتا ہے۔ اور جس طرح نظام شمسی کے سیاروں کے کرہ امساس کے خاص نقطہ پر آکر ایک دوسرے پر اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک شخص کا اخلاقی کرہ دوسرے شخص کے اخلاقی کرہ کے نقطۂ امساس پر مس کرکے اپنا اثر ایک دوسرے کے کرّۂ اخلاقیہ اور کرہ شخصیت پر اپنا اثر کرتا ہے۔ اور ہر ایک کے کرّۂ اخلاقیہ میں ایک دوسرے کے جذب و دفع کی طاقت۔ ایک دوسرے کو متغیر اور متبدل کر دینے کی قوت موجود اور کارکن ہے۔ ہر ایک شخص کے کرہ میں زندگی پہونچانے۔ ایمان۔ شجاعت۔ امید اور کامیابی کے انجرے موجود ہیں یا برعکس اُن کے بے صبری اور بے قناعتی خودغرضی اور خودپسندی کے زہریلے انجرے پائے جاتے ہیں اور ہر ایک شخص کے کرّۂ محیط کے تاثر سے ہر ایک شخص کسی نہ کسی معلوم یا غیر معلوم طریقہ پر متاثر ہوتا رہتا ہے۔

ہماری یہ پوزیشن اس قسم کی ہے کہ ہم اس سے کبھی بھی آزاد نہیں ہو سکتے۔ ہماری باتوں ہمارے کاموں ہماری راہ و روش ہماری خوراک پوشاک بلکہ ہمارے بشروں کی رویت کے اندر ایک قسم کا تاثر بالضرور پایا جاتا ہے۔ اس تاثر پر ہی بھلائی یا بُرائی کے اُن نتائج کا انحصار ہے جن کا اندازہ اور تخمینہ لگانا کسی شخص کے حیطۂ امکان میں نہیں ہے۔

ہاں صرف وہی جانتا ہے جو اُس سے متاثر ہوا ہو۔ ہر ایک تحریک جو اس نہج سے معرض ظہور میں آتی ہے وہ تخم ہے۔ جس کی فصل بالضرور پختہ ہو جاتی ہے انسانی واقعات کے اندر یہ ہی ایک ملانے والی کڑی ہے جس کی وسعت کی ہم حد نہیں لگا سکتے اگر ہم اپنے نمونہ سے دوسروں کے اندر نیک اصولات کے انکشاف میں امداد دے سکتے ہیں تو جاننا چاہئے کہ ہمارے کرّۂ محیط کے اندر نیک انجرے موجود ہیں اور انجرے نہ صرف کرّۂ محاط پر برس کر اچھی فصل کا موجب ہونگے بلکہ دیگر کرہ ہائے محیط یافتہ کے کرہ شخصیت پر بھی برس کر اُن کو اچھی فصلوں سے مستفید کرینگے۔ اور اس طرح ہماری نامعلوم تاثیر سے بہت سے لوگ برکات حاصل کرینگے۔

لیکن اس امر کو بھی فراموش نہ کر دینا چاہئے کہ تاثیر میں بُرائی کی طاقت کچھ بھی کم نہیں ہے۔ بُرائی کی طاقت کے تاثر سے اپنی ہی روح کو ہلاک کر دینا خطرناک ہے۔ مگر دوسروں کی روحوں کو ہلاک کر دینا اس سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ بہت لوگ کلیسیا میں ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ہم لوگوں کو مسیح کے پاس جمع کرتے ہیں۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ ان کو جمع نہیں بلکہ مسیح کے پاس سے منتشر کرتے اور اپنے کُن اخلاقیہ کے بُرے تاثرات سے لوگوں کو مسیح کے پاس آنے سے روکتے ہیں۔ ہندوستانی کلیسیا بھلا کیوں اس قدر کمزور سا دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے کہ کلیسیا کے سربرآوردہ ذمہ داروں کا کرہ اخلاقیہ بُرے انجروں سے مملو اور معمور ہوتا ہے۔ اور یہ بُرے انجرے اپنے اردگرد کے کرہ ہائے شخصیہ پر بُری تاثیر پیدا کرتے ہیں۔ بیش ازیں کہ اس قسم کے انجروں سے جو بارش ہوتی ہے۔ اُس سے بُری فصل پیدا ہوا اور کوئی شخص اُس کے نتیجہ سے آگاہ ہو۔ ہمارا مخالف شیطان اپنا کام تمام کر چکتا ہے۔ بُرائی کا نقش تو پیدا ہو گیا۔ تنفر اور کنارہ کشی کا سایہ تو پڑ چکا اور شیطان کے تیر بہدف پڑ چکے۔ بے اعتباری۔ نفرت انگیزی اور جدائی کی فصل کاٹی جاتی اور ہلاکت کے کھتے میں جمع ہوتی ہے۔

صرف خدا ہی کے فضل سے ہمارے کرہ اخلاقیہ کے انجرے نیک و دور اندیش۔ دوسروں کی بھلائی۔ دوسروں کی ترقی اور خدا کے جلال کے اثرات پیدا کر سکتے ہیں۔ ہمارے اندر کوئی بھی اپنی ایسی شے نہیں ہے جس سے کہ ہم دوسروں کا بھلا کر سکیں۔ اگر ہم کو اپنی ہی بے سروسامانی اور الٰہی قدرت کی ضرورت کا احساس ہو جائے تو ہم اپنے اوپر کبھی بھی بھروسہ نہ کریں۔ ہم نہیں جانتے کہ آج کا دن یا گھنٹے ایسے کیا کیا نتائج پیدا کرینگے۔ لہٰذا جب تک کہ ہم صبح سویرے اُٹھتے وقت اپنا آپ آسمانی باپ کے سپرد نہ کر دیں تب تک ہمیں دم نہ لینا چاہئے اُس کے فرشتگان ہماری نگہبانی کے لئے مقرر ہیں۔

اور اگر ہم اپنے آپ کو ان کے سپرد کر دیں تو ہر آزمائش کے وقت وہ ہمارے دہنے ہاتھ پر ہونگے۔ اور ہر بُرائی سے ہم کو بچاتے رہیں گے۔

باوجود جنگ شدید برطانیہ کی کامیابی

گذشتہ میں مسٹر لائڈ جارج نے ایک ملاقات کے وقت کہا کہ جرمنی بہت جلد معلوم کرے گی کہ انگلستان کی پوری قوت اس جنگ میں کیا ہے۔ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی فوجوں میں سے ایک فوج ہمارے پاس ہے۔ اور وہ بہت جلد ہر طرح سے مسلح اور بالکل تیار ہو جائے گی۔ نیز جنگ نے برٹن کو بالکل نیا انڈسٹریل برٹن بنا دیا ہے کروڑوں روپوں کی لاگت سے خود بخود چلنے والی مشینیں تیار ہو چکی ہیں۔ اور ان سے جنگ کے ختم ہونے پر ہر قسم کی صنعت و حرفت پر بڑا بھاری اثر پڑیگا۔ یہاں تک کہ ملک بجائے مفلس ہونے کے ہر قسم کی دولت سے مالامال ہو جائیگا اور اس نے اسباب پر بھی زور دیا کہ اتحادی ویسے ہی آپس میں متحد ہیں جیسے کہ پیشتر تھے اور کہ فتح یقینی ہے۔

مسبب کی جگہ سبب

یہ علم البیان کے اصول مجاز مرسل کی چوتھی نوع ہے۔ کہ مسبب کی جگہ سبب کا استعمال ہوتا ہے۔ بائبل میں اس کا حال کئی مثال پڑتا ہے۔ جیسے مفعول کی بجائے فاعل کا بیان۔ چنانچہ رومی ۱۶: ۹ میں آیا ہے کہ "اربانس سے ہمیرا سلام کہو جو مسیح میں ہمارا ہم خدمت ہے"۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اربانس مسیحی مذہب کی منادی میں یا مسیح کی تعلیم کی منادی میں جسکا مسیح فاعل ہے ہمارا ہم خدمت ہے۔ اسی طرح کرنتھی ۴: ۱۵ "مسیح یسوع میں تمہارا باپ بنا" یعنی مسیحی مذہب یا ایمان میں تمہارا باپ بنا۔ یہاں مسیحی مذہب یا مسیحی ایمان مفعول ہے۔ جسکا فاعل یسوع مسیح ہے۔ اور جو اپنے مفعول کی جگہ استعمال ہوا ہے۔ پھر افسی ۴: ۲۰ میں آیا ہے۔ "مگر تم نے مسیح کی ایسی تعلیم نہیں پائی"۔ یعنی مسیحی مذہب کی ایسی تعلیم نہیں پائی۔ ۲۱ ویں آیت اس منشا کی مؤید ہے۔ "بلکہ تم نے اس سچائی کے مطابق جو یسوع میں ہے۔ اسی کی سنی اور یہ تعلیم پائی"۔ اسی نہج سے روح القدس کی تاثیرات کے بجائے جو روح القدس کا مفعول ہیں خود روح القدس مذکور ہوا ہے۔ جو ان کا فاعل ہے۔ چنانچہ ۲ کرنتھی ۳: ۶ میں مسطور ہے۔ "جس نے ہم کو نئے عہد کے خادم ہونے کے لائق بھی کیا۔ لفظوں کے خادم نہیں بلکہ روح کے خادم کیونکہ لفظ مار ڈالتے ہیں۔ مگر روح زندہ کرتی ہے"۔ یہاں وہ الفاظ بالمقابل آئے ہیں یعنی "لفظوں" اور "روح" اول الذکر سے مراد پتھر کی تختیوں پر لکھی ہوئی شریعت ہے۔ جو مقتضی کامل فرمانبرداری کی ہے مگر موخر الذکر سے مراد انجیل کی نجات بخش تعلیم ہے۔ "لفظوں" اور "روح" علی الترتیب فاعل ہیں۔ شریعت اور انجیل کی تعلیم کے لہذا وہ سبب ہیں۔ اور اپنے مسبب کی بجائے استعمال کئے گئے ہیں۔ اسی قبیل سے خداوند نے فرمایا ہے کہ "زندہ کرنے والی تو روح ہے۔ جسم سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں وہ روح ہیں اور زندگی بھی ہیں"۔ یعنی انجیل کی جو تعلیم روح نے دی اور یہی انسان کے دل پر روح القدس کے اثر کرنیکا خاص ذریعہ ہے۔ روح القدس اپنی الٰہی قدرت سے دلوں کو تبدیل کرتا اُن پر نقش کرتا ہے۔ نیز دیکھو زبور ۵۱: ۱۰ حزقی ایل ۳۶: ۲۶ و ۲۷ افسی ۴: ۲۳ رومی ۱۲: ۲ ان مقامات میں روح القدس کے عملیات اور تاثرات کے بجائے جو اس کا مفعول یا مسبب ہیں خود روح القدس مرقوم اور مرسوم ہوا ہے۔ جو ان کا فاعل ہے لہذا سبب ہے۔ اور ان مقامات سے بیرونی یا اخلاقی اندرونی یا روحانی ہر دو اقسام کی تبدیلی مقصود ہے۔ جو الٰہی فضل کے عمل ہیں۔ اتسلنیکیوں ۵: ۱۹ میں مسطور ہے کہ "روح کو نہ بجھاؤ"۔ روح کوئی دینی آگ نہیں ہے کہ اس پر پانی ڈال کے آدمی بجھا سکے۔ بلکہ بطور مجاز مرسل اپنی تاثیرات کی بجائے مستعمل ہوا ہے۔ اور اس نوع کے اندر آتا ہے۔ اس کی اور مثالیں اتھسلنیکیوں ۱: ۶+۴: ۸ میں بھی وارد ہوئی ہیں۔ نیز لوقا ۱۱: ۱۳ جہاں روح القدس سے مراد اس کی گوناگوں نعمتیں اور برکات ہیں۔ جن کی بجائے خود روح القدس کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ وغیرہ وغیرہ مفصل بیان اور دیگر امثلہ بلاغۃ الکلام میں درج ہیں۔

عدد غیر معین کی جگہ عدد معین

بائبل میں بسا اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ عدد غیر معین کی جگہ عدد معین استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً بجائے بہتوں کے ایک سو (واعظ ۶: ۳-۸ ۱۲: متی ۱۹: ۲۹ لوقا ۸: ۸) بسا اوقات یا بہت زیادہ کے لئے ایک ہزار (خروج ۲۰: ۶ ۳۴: ۷ استثنا ۱: ۱۱ اسموایل ۱۸: ۷ زبور ۱۱۹: ۷۲ کثرت کے لئے دس ہزار (اسموایل ۱۸: ۷ زبور ۳: ۶) ہزاروں ہزار اور لاکھوں کروڑوں کا عدد بے شمار کی بجائے (گنتی ۱۰: ۳۶ دانیل ۷: ۱۰ مکاشفہ ۵: ۱۱) تعداد غیر معین کی بجائے سات کا عدد (پیدائش ۴: ۱۵ و ۲۴ احبار ۲۶: ۱۸



۲۱و۲۲ و۲۹ روت ۴: ۱۵ - ۱سموایل ۲: ۵ زبور ۱۲: ۶ - ۱۱۹: ۱۶۴) وغیرہ بہت کی جگہ دس (پیدائش ۳۱: ۷ اور پہلا سموایل ۱: ۸) محدود سے چند کے لئے پانچ (ارتثنی ۴۴: ۱۹) کئی مرتبہ کے عوض میں دو مرتبہ (زبور ۶۲: ۱۱) کافی کی جگہ دوچند یا دونا (یسعیاہ ۴۰: ۲ - ۶۱: ۷ یرمیاہ ۱۶: ۱۸ ذکریا ۹: ۱۲ مکاشفہ ۱۸: ۶)

اب تک برطانوی فوجی نقصان

مسٹر اسکوتھ وزیر اعظم انگلستان نے حال ہی میں

برطانوی فوجی نقصان کا وہ اندازہ اعلان کردیا ہے جو ۹ جنوری تک میدان جنگ میں ہوا۔

فرانس میں

کام آئے	۸۶۲۶۸
زخمی ہوئے	۲۵۹۱۰۷
گم شدہ	۵۴۰۵۵
میزان کل	۴۰۰۴۳۰

دردانیال میں

مارے گئے	۲۸۲۰۰
زخمی ہوئے	۷۸۰۹۵
گم شدہ	۱۱۲۵۴
میزان کل	۱۱۷۵۴۹

دیگر رزمگاہوں میں

مارے گئے	۱۲۶۷۰
زخمی ہوئے	۱۵۹۸۱
نہیں ملتے	۲۷۵۷
میزان کل	۲۸۴۰۸

دیگر رزمگاہوں میں	۲۸۴۰۸
فرانس میں	۴۰۰۴۳۰
دردانیال میں	۱۱۷۵۴۹
میزان کل	۵۴۶۳۸۷

امریکن طلباء کا جنرل نالج

امریکہ کے بڈویسٹرن سٹیٹ یونیورسٹی کے ایک اتالیق نے یونیورسٹی کے

پہلے سال کے طلباء کی ایک وسطی جماعت کا امتحان جنگ کے جنرل نالج کے متعلق لیتے ہوئے جو سوالات طلباء کو دیئے اُن کے جوابات اُنہوں نے ایسے طور پر دیئے کہ سُن کر حیرانی ہوتی ہے چنانچہ اُن میں سے ایک کو بھی معلوم نہیں کہ گیلی پولی کہاں ہے۔ اور کہ اُنہوں نے پیش ازیں کبھی اُس کا نام بھی نہیں سُنا۔ بلغاریہ کے دارالخلافہ کا نام متفرق طور پر لیا گیا۔ مثلاً بعضوں نے کہا کہ وہ بوداپسٹ ہے بعضوں نے نیش اور بعضوں نے مانٹی نیگرو بتایا۔ سالونیکا کی بابت کہا کہ وہ اٹلی میں ہے۔ پوانکرے کی بابت بعضوں نے کہا کہ وہ فرانس کا وزیر اعظم ہے۔ بعض کا جواب تھا کہ ایک فرانسیسی کمانڈر ہے۔ بعض نے لکھا کہ وہ فرانسیسی سفیر مقیم ریاست ہائے متحدہ ہے وون ہنڈن برگ کا نام لیا کہ وہ جرمنی کا وزیر اعظم ہے۔ ویویانی کو کسی نے اطالیانی وزیر اعظم کسی نے اطالیانی فوج کا کمانڈر کسی نے روسی جنرل اور کسی نے سرویا کی ملکہ بتایا۔ امریکہ کی یونیورسٹی کے پہلے سال کے طلباء انگریزی معاملات سے بھی بڑے بے پرواہ ہیں۔ اس سوال کے جواب میں کہ انگلستان کا وزیر اعظم کون ہے لائیڈ جارج چرچل یا لارڈ کچنر کا نام لیا گیا۔ اس سوال کا جواب کہ ڈزریلیس کون ہے۔ اُن کی نظروں میں بڑا دقیق مسئلہ معلوم ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے تو اس کو جمع کا صیغہ بتایا اور لکھا کہ ڈزریلیس کابینٹ کے وہ ممبر ہیں جنہوں نے استعفا دیدیا ہے۔ انگلستان کے موجودہ بادشاہ کا نام کسی نے ایڈورڈ ششم کسی نے ایڈورڈ ہفتم۔ ایڈورڈ ہشتم۔ جارج دوم۔ جارج چہارم اور جارج پنجم اور کسی نے جارج ششم لکھا۔

اتحادیوں کا عندیہ

میلان کے اخبار [illegible]

نامی میں جو ایک ملاقات طبع ہوئی ہے۔ اس میں مسٹر لائیڈ جارج نے اُن اطالیانی فوجوں کا ناقابل مفتوح جنگی یا قوتوں کا جو کوہ الپائن کی چوٹیوں پر جنگ کر رہے اور نہایت بلند مقامات پر توپیں لے جارہے ہیں۔ بڑی قدردانی کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ اور وعدہ کیا ہے۔ کہ گورنمنٹ جہازرانی کے متعلق اُن قلتوں کا حتی الامکان تدارک کردے گی جس کی برداشت تمام اتحادی سلطنتیں بھی ویسا ہی کر رہی ہیں۔ اس نے اُمید بیان کی کہ اطالویوں کی ایک گروہ حربیات کے اس عظیم الشان کام کا معائنہ کرنے کو آئے گی جو برطانیہ کلاں میں ہو رہا ہے۔ مسٹر لائیڈ جارج نے بیان کیا کہ مجھے پورا اطمینان ہے۔ پہلے تو اس لئے کہ اتحادی سلطنتیں گذشتہ کی طرح علیحدہ علیحدہ کام کرنے کی غلطی کی بجائے اب مل کر صلاح و مشورہ کیا کرتی ہیں اور دوسرے اس لئے کہ وہ دشمن کی بہ نسبت ہمارے پاس طاقتور اور جنگی آدمی اور سامان جنگ اس قدر زیادہ

موجود ہوگا کہ گویا ہمارے لئے ابھی جنگ کا آغاز ہی ہے۔ جبکہ کفایت شعاری اور مالی حالت جرمنی میں روز بروز ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ فوجی تعرض مطلق ہرگز نہ ہوگا۔ گتھلی توڑنے میں دیر تو لگیگی مگر تڑاکے کی آواز تو ضرور سنائی دیگی۔ یہ فوجی مطلق العنانی اور پولیٹیکل آزادی کے درمیان آخری اور ہولناک جنگ ہے۔ اگر کل کو برطانیہ عظمیٰ میں کوئی انتخاب عام ہوا تو ایک ممبر بھی مخالف جنگ ہو کر واپس نہ جائے گا۔

مسٹر دادا بھائی نوروجی

بمبئی میں ۲۸ جنوری کا خاتمہ پولیٹیکل نقطہ خیال سے بڑے تزک و شان کے ساتھ ہوا جبکہ بمبئی یونیورسٹی کا خاص کنووکیشن مسٹر دادا بھائی نوروجی کا پارسی پولیٹیکل لیڈر کو "ڈاکٹر آف لاز" کی اعزازی ڈگری دینے کے لئے زیر صدارت ہز اکسیلنسی دی گورنر آف بمبئی بحیثیت چانسلر ۲۸ جنوری کے سہ پہر کو فراہم ہوا۔ ہال میں ناظرین کی ایک بڑی بھاری تعداد جمع تھی۔ مسٹر دادا بھائی کا استقبال بڑی گرمجوشی کے ساتھ ہوا۔ چانسلر صاحب معمولی جلوس کے ساتھ ہال میں داخل ہوئے۔ اور ساری کارروائی کا آغاز وائس چانسلر ریورنڈ ڈاکٹر مکین صاحب کے ذریعہ سے ہوا۔ اور انہوں نے مسٹر دادا بھائی کو چانسلر صاحب کے حضور پیش کیا اور ساتھ ہی ایک تقریر کی جس میں انہوں نے بڑے جوش کے ساتھ بتایا کہ مسٹر موصوف اس اعزاز کے لائق اور حقدار ہیں۔ اس کے بعد ہز اکسیلنسی دی چانسلر نے مسٹر دادا بھائی کو مذکورہ بالا اعزازی ڈگری عطا فرمائی اور اپنی تقریر میں فرمایا کہ میں اس کو اپنا بڑا بھاری استحقاق سمجھتا ہوں کہ خاص کنووکیشن کا میر مجلس ہونیکا قرعہ میرے نام پر پڑا جو اس غرض سے منعقد ہوئی ہے۔ کہ میں ایک مشہور و معروف شہری کو وہ اعلیٰ ترین اعزاز دوں جو یونیورسٹی دے سکتی ہے......"

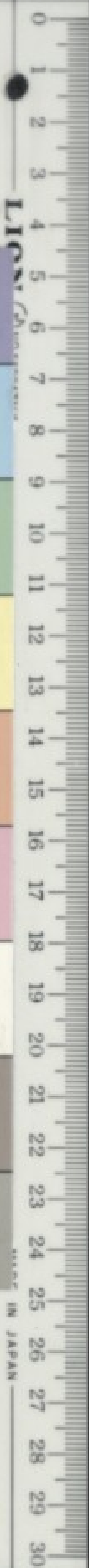
یونیورسٹی ہال سے روانگی کے بعد مسٹر دادا بھائی کو بمبئی کے ایک پیچ در پیچ راستہ سے گرانٹ روڈ ریلوے سٹیشن پر لے گئے تاکہ وہاں سے ریل پر سوار ہو کر اپنے مکان ورسوا واقع سواد شہر کو واپس چلے جائیں۔ اس جلوس میں قریباً نصف درجن موٹر کاریں اور گاڑیاں تھیں۔ اور وردی پوش والنٹیروں کا ایک کنٹنجنٹ دستہ جلوس میں تھا۔ جو کانگرس اور دیگر اسی قسم کے جلوسوں کے واسطے تیار کیا گیا ہے۔ مسٹر دادا بھائی پھولوں کے ہاروں سے مرصع اور مسجع تھے۔ اور کئی ایک خاص مقاموں میں جو پیشتر ہی سے مخصوص کر لئے گئے تھے اور جہاں ہر قسم کا ضروری سامان اور انتظام ہو چکا تھا انکی سواری ٹھہرتی رہی اور مبارکبادیاں دینے والی جماعتیں علی الترتیب بڑی سرگرمی اور جوش مسرت سے مسٹر موصوف کو مبارکبادیاں دیتی رہیں۔

بھائی جیمس پال کا اقرار

لیجئے صاحب! مسٹر جیمس پال صاحب جن کی نسبت اخبار میں اس قدر گرما گرمی تھی کیا کہتے ہیں۔ مسٹر ایم سی نیوٹن صاحب مکمل واعظ انجیل جلیل دہرہ دون سے یوں رقم طراز ہیں کہ:-

"۲۸ جنوری کو مسٹر موصوف (بھائی جیمس پال) اچانک ڈیرہ کے بازار میں آدھکے۔ قریب ۱۱ بجے کے بھائی محمد کو ملے۔ اگرچہ میرا وقت سکول میں کام کرنیکا تھا لیکن چونکہ میرا ایک پیریڈ خالی تھا میں نے بخوشی محبت سے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر چھاتی سے لگایا۔ اور مزاج پرسی کی۔ بعد کو ایک مسیحی بھائی بنام مسیح چرن کی دوکان پر لے گیا۔ وہاں جا کر نور افشاں والے مضمون کی بابت گفتگو ہونے لگی۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کہاں ہو اور کیا کرتے ہو۔ بھائی نے بتلایا کہ میں بھٹنڈہ میں گو سبھا کی طرف سے گوشالہ میں کام کرتا ہوں۔ اور سبھا کی طرف سے رکھی گئی ہیں گائیوں کے واسطے گھاس خریدنے آیا ہوں۔ اس پر میں نے سوال کیا کہ بھائی صاحب کس مذہبی دنیا میں ہو۔ آپ نے بڑی زندہ دلی اور جوش و سرگرمی سے اقرار کیا کہ میں خداوند مسیح پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کو اپنا نجات دہندہ مانتا ہوں میں اپنی مسیحیت سے کبھی انکار نہیں کر سکتا۔ نوکری دوسری بات ہے جب گھر میں نہ ملے تو کیا باہر بھی نہ کریں۔ میں نے کہا کہ اگر یہ سچی اور دلی گواہی ہے تو مبارک ہو۔"

سطر تحت الخط اگر مسٹر جیمس پال کے دلی عقیدہ کا سچا اظہار کرتی ہے تو یہ مبارک ہے۔ "کیونکہ راستبازی کے لئے ایمان لانا دل سے ہوتا ہے۔ اور نجات کیلئے اقرار منہ سے کیا جاتا ہے۔" نوکری کرو۔ جہاں چاہو کرو۔ بلکہ اصل پوچھو تو مشن سے الگ کام کرنا ہی سلف سپورٹنگ ہے۔ مگر مسیح کو نہ چھوڑو جس سے حیات جاوید اور مسرت ناپیدا ملتی ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ "جن لوگوں کے دل ایکبار روشن ہو گئے اور آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چکے اور روح القدس میں شریک ہو گئے۔ اور خدا کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قوتوں کا ذائقہ لے چکے ہیں۔" وہ پیٹ کے واسطے خواہ کچھ ہی کیوں نہ کرتے پھریں مگر ان باتوں کو وہ کبھی نہ بھولیں گے۔



مراسلات

احمد شاہ کا عمدہ فیصلہ

نواں باب
مِلاپ

جو گھر کرایہ پر لیا تھا احمد شاہ اُسے تیار اور ٹھیک ٹھاک کرنے میں مصروف رہا اور ایک ماہ کے بعد ایک روز ریلوے سٹیشن پر مس گاڑی کے انتظار میں کھڑا تھا جس میں اس کی والدہ اور بھائی آرہے تھے۔ امیر علی بخوشی اُس کے ساتھ ملتا لیکن اُس کی معمولی احتیاط نے اُسے روکا۔ کیونکہ اُس نے خیال کیا کہ فہمیدہ بیگم کی طرف سے پیشقدمی ہونی چاہئیے لیکن فہمیدہ بیگم نے ایک پورے مہینے تک اس پیشقدمی کو التوا میں رکھا۔ آخر ایک روز ملکہ کیا دیکھتی ہے کہ ایک بند گاڑی اُن کے پھاٹک پر آپہنچی ہے۔ اُسے فوراً اپنی چچی کا خیال آیا اور جلدی سے کتاب کو رکھ کر اُس سے ملنے کو دوڑی۔

شاہنشاہ حسین گاڑی کے پاس کھڑا تھا اور گرچہ ملکہ بچپن ہی سے اُس سے جدا ہو گئی تھی اور اب دونوں جوان تھے توبھی فوراً دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ فہمیدہ بیگم اپنے ساتھ ایک برقع بھی لیتی آئی تھی۔ اور چونکہ گاڑی گھر کے دروازہ تک نہیں جاسکتی تھی۔ اس لئے اُسے برقع اوڑھ کر چند قدم پیدل جانا پڑا۔ گھر کے اندر داخل ہوتے ہی اُس نے برقع اُتار کر ایک طرف رکھدیا اور بھتیجی کو گلے لگا کر زار زار رونے لگی۔ چونکہ ملکہ مسلمان لڑکیوں کی طرح ملاقات کے وقت ایسے رونے دھونے کی عادی نہ تھی۔ اس لئے بہت پریشان ہوئی اور ہر طرح سے حتی الامکان اپنی چچی کو تسلی دینے لگی۔

بعد ازاں ملکہ رونا بند ہو گیا اور فہمیدہ بیگم ملکہ کے کندھے پر ہاتھ رکھکر اُسے غور سے دیکھنے لگی اور اُس کی شکل و شباہت اور قد و قامت کو دیکھکر نہایت خوش ہوئی۔ گھر کی صفائی اور آرائش پر نظر کرنے سے بھی اُسے مسرت تھی۔ اگر وہ اپنے رشتہ داروں کو اوسط درجہ کے مکان اور پست حالت میں پاتی تو بے شک اُسے بہت رنج ہوتا۔ لیکن یہاں تو کسی طرح کی شکایت کی گنجائش ہی نہ تھی۔ اگر ملکہ مسیحی نہ ہوتی تو فہمیدہ بیگم کو حسب خواہش بہو مل جاتی اور دونوں خاندانوں میں نہایت قریبی رشتہ کے وسیلہ سے پھر ملاپ ہو جاتا۔ وہ اس بات سے سخت پریشان تھی کہ امیر علی نے دوسرا دین اختیار کر کے اُس کی اُمید پر پانی پھیر دیا۔ اس لئے اگرچہ اس کا دل ملکہ کے لئے نرم ہوتا تھا تو بھی امیر علی کے لئے زیادہ سخت ہوتا جاتا تھا۔

لیکن ان خیالات کے سبب سے پہلی ملاقات میں کچھ خلل نہ آیا اور بڑی آزادی سے باہم گفتگو ہوتی رہی۔ ملکہ اپنی طرز زندگی کو اپنی چچی سے بیان کر رہی تھی۔ اور فہمیدہ بیگم بے اختیار دل ہی دل میں اُس کی مفید اور مشغول زندگی کا دیگر لڑکیوں کی زندگی سے مقابلہ کرتی تھی۔ جب شاہنشاہ کو بولنے کا موقعہ ملا تو کہنے لگا ملکہ تم کہا کرتی تھیں کہ تم پڑھنے میں میرے برابر ہو گی لیکن اب شاید تم سوچتی ہو گی کہ تم مجھ سے آگے نکل گئیں۔ کیونکہ تم نے انٹرنس پاس کر لیا ہے اور مجھ سے اب تک نہیں ہؤا۔

فہمیدہ بیگم نے رنجیدہ ہو کر کہا۔ اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ تم ذہین نہیں ہو لیکن تم کوشش نہیں کرتے۔ شاہنشاہ حسین کے سبب سے فہمیدہ بیگم اکثر پریشان رہتی تھی۔ کیونکہ وہ اگرچہ ذہین و فہیم تھا۔ تو بھی کچھ نہیں کرتا تھا اور امتحان پاس کرنے کے مقابلہ میں عیش و عشرت کا زیادہ مشتاق تھا جب تک باپ جیتا تھا تب تک وہ کسی قدر قابو میں رہا۔ لیکن اُس کی وفات کے بعد ماں کے ہمیشہ کے لاڈ پیار کے سبب سے بالکل اختیار سے باہر ہو گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد امیر علی اندر آیا اور اُس نے بڑے تپاک کے ساتھ خیر و عافیت پوچھی لیکن فہمیدہ بیگم نے بہت رُوکھے پن سے جواب دیا اور بہت جلد واپس چلنے کو تیار ہو گئی۔ کیونکہ وہ امیر علی سے بہت ہی ناخوش تھی اور خیال کرتی تھی کہ اسی نے مجھے ملکہ سے محروم کیا ہے۔ مگر چلتے وقت ذرا محبت کا اظہار کیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ ملکہ چند روز کے لئے اس کے ساتھ جا کر رہے۔

اس درخواست و خواہش کا کسی کو پہلے سے خیال تک بھی نہ تھا۔ اور امیر علی فوراً جواب نہ دے سکا۔ اُس نے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا تاکہ وہ خود ہی فیصلہ کرے۔ ملکہ سوچنے لگی کہ کون سے روز مجھے فرصت ہو گی۔ پھر فرصت کا روز دریافت کر کے یہ صلاح پیش کی کہ اُس روز صبح کو جا کر رات وہاں رہکر دوسرے روز واپس چلی آؤں گی۔ فہمیدہ بیگم کی اُمید تو اس سے کہیں بڑھکر تھی لیکن فی الحال اُس نے اسی کو غنیمت جانا۔ اور ملکہ کی رائے کے مطابق فیصلہ ہو گیا۔

ماں بیٹے کو راستہ میں تو بہت گفتگو کا موقع نہ ملا۔ لیکن گھر پہنچتے ہی امیر علی کے گھر جانے کے متعلق ذکر ہونے لگا۔ شاہنشاہ حسین

نے کہا۔ اماں جان آپ تو کہا کرتی تھیں کہ آپ ملکہ کو اپنی بہو بنانا پسند کرینگی۔ اب وہ عقل و شکل دونوں میں اچھی ہے۔ اور میری بیوی ہو سکتی ہے۔ اعتراض کے قابل فقط یہی بات ہے کہ وہ مسیحی ہے لیکن آپ بہت عقلمند ہیں آپ ضرور اُسے سمجھا بجھا کر مسلمان بنا لیں گی"۔

فہیمدہ بیگم اپنے بیٹے کے ساتھ بالکل متفق اور کوشش کرنے کو تیار تھی لیکن اُسے یاد تھا۔ کہ اس لڑکی کو مسیحی ہونے سے روکنے میں کامیابی نہیں ہوئی تھی اور اب بھی اُسے کامیاب ہونے کا ایسا یقین نہ تھا جیسا کہ اُس کا بیٹا سوچتا تھا۔ مگر بہرحال وہ حتی المقدور کوشش کرنے پر آمادہ تھی۔

جس روز امیر علی اپنے وعدے کے موافق بیٹی کو ساتھ لے کر آیا تمام گھر شادمان تھا ہر ایک کسی خاص سبب سے خوش تھا۔ فہیمدہ بیگم کی خوشی کا تو یہ سبب تھا کہ وہ ملکہ کو پیار کرتی تھی۔ اور اُسے اپنے ساتھ رکھنا چاہتی تھی۔ احمد شاہ دونوں خاندانوں میں ہر طرح کے میل و ملاپ سے خوش ہوتا تھا۔ اور شاہنشاہ حسین اس لئے خوش تھا کہ اُسے پختہ اُمید تھی کہ اُس کی والدہ اُس کی دلی آرزو کو بر لانے میں ضرور کامیاب ہو گی۔

جب چچی بھتیجی باہم بیٹھ گئیں تو بہت سے مختلف مضامین پر گفتگو کرنے کا موقعہ ملا جب ملکہ نے اپنے باپ کے کام کا اور خود اُس میں حصّہ لینے کا ذکر کیا تو فہیمدہ بیگم اپنے تئیں نئی اور پاکیزہ زندگی میں داخل ہوتی ہوئی محسوس کرنے لگی۔ دوسروں کی بہتری اور بہبودی کے لئے زندگی بسر کرنے کی آرزو کرنا اُس کے لئے بالکل نیا خیال تھا۔ اور وہ حیران تھی کہ یہ جوان لڑکی جس کو محبت کہیں بڑھکر زندگی سے حظ اُٹھانے کا موقعہ ملا ہے۔ اپنی آسایش و راحت کا بہت ہی کم خیال کرتی ہے۔ اور اس دنیا کی وہ بے حقیقت چیزیں جن کے سوا میں نے کبھی کسی اور چیز کی آرزو نہیں کی اُسکی نظر میں بالکل ہیچ ہیں۔

اُس نے ملکہ کے صاف سُتھرے اور خوش قطع کپڑوں کی بہت تعریف کی۔ اور اپنے زیورات کا ذخیرہ دکھایا۔ اگرچہ ملکہ نے اُن کی تعریف کی لیکن اُس دلچسپی اور میلان کا اظہار نہ کیا جو فہیمدہ بیگم دیکھنا چاہتی تھی۔ شاید زیوروں کی طرف ملکہ کے متوجہ نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے دل کے مرغوب ترین مضمون کا ذکر کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ اُس کی بڑی آرزو تھی کہ اپنی چچی کو اپنے پیارے خداوند کے لئے جیت لے۔ اگر اُسے یہ بات معلوم ہو جاتی کہ اُس کی چچی کے دل میں اسی قسم کی آرزو تھی تو بہت حیران ہوتی۔

تمام دن گذر گیا اور دونوں میں سے کسی نے بھی اپنی دلی آرزو کا اظہار نہ کیا۔ رات کو مکان کی چھت پر سونے کو گئیں۔ لیکن چونکہ دونوں کو نیند نہ آئی اس لئے پھر باتیں کرنے لگیں۔ اور ملکہ نے مناسب موقعہ خیال کر کے کہا "میں آپ کو کچھ گا کر سناؤں"؟ اور جب چچی نے رضامندی ظاہر کی تو وہ یوں گانے لگی۔

ایک عزیز ہے سب سے اعلیٰ
اُس کا پیار ہے کیا عجیب
بھائی سے بڑھکر شفقت والا
اُس کا پیار ہے کیا عجیب!

جب وہ گا چکی تو اُس کی چچی نے کہا "تمہاری آواز بہت شیریں ہے۔ لیکن میں نہیں چاہتی کہ کوئی اور تم کو گاتی ہوئی سُنے کیونکہ تم جانتی ہو کہ کسی عورت یا لڑکی کے لئے گانا اچھا نہیں خیال کیا جاتا"۔

ملکہ نے جواب دیا "لیکن چچی ہمیں گانا تو ضرور چاہئے۔ کیونکہ ہم بہت خوش ہیں۔ میں تو خداوند یسوع کے بارے میں گانا بہت پسند کرتی ہوں۔ اور اُس نے ہمیں گانے سے منع نہیں فرمایا۔ آسمان پر فرشتے بھی گاتے ہیں اس لئے گانا ضرور اچھی بات ہے"۔

اب چونکہ فہیمدہ بیگم دینی بحث شروع کرنا نہیں چاہتی تھی۔ اس لئے وہ فوراً کہنے لگی۔ کہ مجھے تو اب نیند آگئی ہے۔ ملکہ مایوس ہو کر چپ ہو رہی۔ اور اس مضمون پر اور کچھ نہ کہا گیا احمد شاہ بیٹھا پڑھ رہا تھا۔ اُس کا پیار ہے کیا عجیب کی شیریں آواز سُنکر چونک پڑا۔ اگر ملکہ کو یہ حقیقت معلوم ہوتی تو بہت تسلی ہوتی۔ پہلے تو احمد شاہ کو کچھ پتہ نہ لگا کہ یہ شیریں آواز کہاں سے آتی ہے لیکن پھر جب اُسے ملکہ کا خیال آیا تو سمجھ گیا۔ جب احمد شاہ نے یہ حقیقت محسوس کی کہ یہ دین جو عورتوں اور بچوں کے منہ سے ایسے آسمانی و روحانی خیالات کا اظہار کرواتا ہے۔ ہمارے دین سے بہت ہی مختلف ہے تو آہیں بھرنے لگا۔ وہ کتاب رکھکر اپنے پلنگ پر جا لیٹا اور "اُس کا پیار ہے کیا عجیب" کی آواز اُس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اُسے یہ دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ یہ عجیب و عظیم محبت والا کون ہے۔ کیونکہ وہ اُس کے نام سے واقف ہو جاتا تھا۔ جس کی محبت سب سے اعلےٰ و بالا ہے۔

مسیحی خاندانوں پر غم اور ماتم کا اثر

دنیا کے ہر ملک اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں کا تجربہ ہے کہ کبھی نہ کبھی خانہ آبادی میں غم و ماتم واقع ہو جاتے ہیں۔ جن کو دنیا کی اصطلاح میں خانہ بربادی کہتے ہیں۔ خواہ امیر ہو یا غریب سب پر دستِ اجل یکساں بھاری ہے۔ کوئی بھی اس کی چوٹ اور صدمے سے بچا ہوا نہیں ہے۔ جب نو شادی شدہ میاں بیوی اکٹھے رہتے سہتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ ایک سال دو سال تین سال یا شاید بڑھاپے تک گھر میں کوئی موت واقع نہ ہو اور اُن کے پھول سے چہرے برابر بڑھتے اور پھلتے رہتے ہیں۔ اور خاندان کی خوبصورتی۔ بھلائی خیر و عافیت اور رونق کو لگاتار بڑھاتے رہیں۔ اس طرح گویا کہ وہ دنیا کے رنج والم سے بالکل ناواقف ہیں۔ لیکن اچانک ایک وقت ایسا آ جاتا ہے کہ کسی نہ کسی پھول کو دستِ اجل توڑ لیتا ہے۔

اُن والدین کے لئے جن پر ابھی پہلا ہی ایسا صدمہ گزرتا ہے۔ یہ غم دنیا کے تمام غموں سے بھاری معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسا دکھائی دیتا ہے کہ تمام دنیا بھر میں اُن کے لئے اور کوئی خوشی نہیں اور کوئی ایسی بات نہیں جو اُن کو ہر طرح کے نازک خیالات سوچنے سے روکتی ہے۔ کیونکہ وہ ناممکن بات کو ممکن ثابت پاتے ہیں۔

یہ ایسا نازک موقعہ ہوتا ہے۔ کہ انسان اپنے مذہب اور ایمان کی بابت شک لاتا ہے۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ انسان خدا کی ہستی سے بھی منکر ہو جاتا ہے۔ لیکن شکر کی بات ہے کہ ایسے موقعوں پر مسیحی خاندانوں کو لسان غیبی سے ایک آواز سُنائی دیتی ہے اور ہر ماں باپ باوجود بھاری غم کے جس کے سبب سے زبان بند ہو جاتی ہے۔ اور اُس میں تاب گویائی نہیں رہتی یہ آیت صاف پڑھ سُناتے ہیں کہ "خدا نے دیا خُدا نے لیا اسی کا نام مبارک ہو"۔ اور اگر بعض اتنا نہیں کہہ سکتے تو وہ اپنے صبر۔ تسلی۔ خاموشی اور برداشت سے اس بات کا اظہار کر سکتے ہیں"۔

ایک خیال جس کے اکثر لوگ معتقد ہیں اور جس کو تقریباً سب ہی مانتے ہیں وہ یہ ہے کہ ایسی خاندانی اموات مبارک ہوتی ہیں۔ اور اُنکا اثر اُن کے والدین اور دیگر لواحقین پر پاک اور نیک ہوتا ہے۔ اور اُن کی زندگیوں کو بہتر بنا دیتا ہے لیکن کئی یہ اعتراض پیش کر سکتے ہیں۔ کہ غم انسان کی زندگی کو بہتر نہیں کر سکتا۔ بے شک میں اُن کے ساتھ متفق ہوں۔ کیونکہ وہی آگ جو سونے چاندی کو صاف کرتی ہے ایک پھول کو جلا دیتی ہے۔ اگر بنظرِ تحقیق دیکھا جاوے تو غم ایک آگ ہے۔ جو خدا کی طرف سے بھیجی جاتی ہے۔ تاکہ انسان کی زندگی کو پاک اور صاف کرے۔ لیکن وہی آگ اور غم اگر مبارک نہ ہو تو محض بربادی اور ہلاکت کا باعث ہے۔ اس آگ کے اثر کا اچھا یا بُرا ہونا رفتگان کے والدین اور مسیح کے باہمی رشتے پر منحصر ہے کہ آیا مسیح اُن کا دوست تھا یا دشمن۔ اور زیادہ تر اس بات پر بھی منحصر ہے کہ غم کو کس طریقے سے قبول کیا جاتا ہے۔ خواہ نقصان کرے یا نہ کرے لیکن مسیحی خاندانوں میں جو حقیقت میں مسیح سے محبت رکھتے ہیں اس غم کا اثر پاک اور مبارک ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسٹر ک کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ایسا ہی دیکھنے میں آیا ہے۔ ایسا غم اگر آ جائے تو ہمیں اس کو پیغام الٰہی سمجھ کر **خوش آمدید** کہنا چاہئے اور صبر سے اس کو سننا چاہئے۔ ہم اپنے اپنے تصورات میں خیال کرتے ہیں کہ خدا کے فرشتے عمدہ عمدہ نورانی لباس میں ملبس ہیں۔ اور اُن کے اُڑنے کے دو پر بھی ہیں اور کہ وہ ہمیشہ خندہ رو۔ خوش طبع۔ حلیم۔ محبتی اور خوش باش ہیں۔ اور خداوند کی حضوری میں اُس کے جلالی تخت کے سامنے ہمیشہ خدمت کرتے رہتے ہیں۔ بیشک خدا کے فرشتے ایسے ہی ہیں۔ بلکہ ہمارے تصورات سے کہیں زیادہ شان و شوکت اور جلال میں رہتے ہیں۔ یہ وہی فرشتے ہیں جو ہمارے لئے غم کے ذریعہ پیغام لے کر آتے ہیں کبھی رنج اور غم اور ماتم کے بھیس میں اور کبھی خوشی کے بھیس میں۔ اگر ہم محض بے پرواہی اور دنیاوی تقاضے کے خیال سے اُن کی نہیں سُنتے تو ہم پر تباہی اور بربادی رجائی طور پر آتی ہے۔ اگر مبارک آگ اُن معنوں میں لی جاوے تو خاندان کو پاک اور صاف کرتی ہے۔ اور زندگیوں کو زیادہ تر مبارک بناتی ہے۔ ہمارے نزدیک گھر کو اقبالمند تب کہا جاتا ہے۔ جب کہ تمام کے تمام بڑھتے جاویں۔ اور خوشی اور خرمی سے پھلتے پھولتے رہیں۔ لیکن یاد رہے کہ روحانی اور حقیقی اقبال مندی۔ رونق اور پاکیزگی بھی خاندانوں میں تب ہی آ سکتی ہے۔ جبکہ ایسے غم کی صبر سے برداشت کی جاوے اور تب ہی خاندان موسم خزاں کے پودوں کی طرح موسم



بہار میں پھیلتے ہیں۔ سردیوں کے موسم میں [illegible] نے دیکھا ہوگا۔ خصوصاً رات کے وقت انگیٹھی کے اردگرد جب گھر کے سب لوگ آگ تاپنے بیٹھ جاتے ہیں کہ جلتی ہوئی لکڑی میں سے ایک قسم کی آواز سنائی دیتی ہے گو آواز کچھ اتنی پسند نہیں آتی لیکن مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ لکڑی درخت پر ہری بھری تھی تو پرندے اُس پر بیٹھ کے گاتے تھے۔ اور چہچہاتے تھے۔ اور یہ آواز جو انگیٹھی میں وہی لکڑی اب آگ کے ذریعہ سے نکالتی ہے۔ انہیں پرندوں کے گانے اور چہچہانے کی آواز ہے۔ گویا قدرت کے اُن گویوں کی آواز اس میں بند ہے جس طرح گراموفون میں مشین اور سوئی کے ذریعہ سے گویوں کی آواز کو سنتے ہیں۔ اُس طرح اس لکڑی میں سے آگ کے ذریعے سے خوش الحان پرندوں کی دھیمی دھیمی آواز سنتے ہیں جو کبھی اس پر بیٹھ کر گاتے ہونگے۔ خیر یہ تو محض ایک خیال ہے لیکن عجیب مثال ہے۔ ہماری خوشحالی کے دنوں میں ہمیں بہت سے اچھے اچھے خیالات سنائے جاتے ہیں۔ اُن دنوں محبت کے گیت اور سبق صلح اور سلامتی کے درس ہم کو سنائے جاتے ہیں۔ جو ہمارے دلوں میں بند ہو جاتے ہیں۔ اور وہاں چھپے رہتے ہیں۔ اور اس طرح جذب ہو جاتے ہیں جس طرح بارش زمین میں ہو کر سیراب کرتی ہے۔ لیکن جب غم کی آگ ہم کو لگائی جاتی ہے ہم وہی باتیں جو مسیح یسوع میں ہو کر سیکھتے ہیں۔ بولتے ہیں اور اُن کا اظہار کرتے ہیں جس سے مسیحی خاندان پر محبت پاکیزہ اور اقبال مند ہو جاتے ہیں۔ اور زندگیاں پاک صاف اور سنجیدہ ہوتی جاتی ہیں۔ دنیا میں بہت سی چیزیں ہیں جو ہم کو رنج غم فکر اور تکلیف سے حاصل ہوتی ہیں۔ وہ عمدہ اور بکار آمد چیزیں جو اب ہم کو آسانی سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ گذشتہ محققین کی جانفشانی اور رنج اور فکر کا نتیجہ ہیں۔ خود ہماری نجات بھی گتسمنی کے آنسوؤں اور کلوری کے خون سے آئی ہے یعنی ایک شخص کے خون بہانے اور موت کا نتیجہ ہے۔ ہماری باہمی محبت اُس وقت تک پختہ اور سوزاں نہیں ہو سکتی جب تک کہ غم کے ہاتھوں سے دلوں کو چھید نہ جائے اور تکلیف برداشت نہ کیجائے ایک ماں کی اس وقت تک بچے کے ساتھ محبت پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ بچہ بیمار نہ ہوئے اور جب تک کہ ماں اُس کے بستر بیماری کے اردگرد جھک کر آہیں بھرتی ہوئی خدمت نہ کرے۔ ایک بچے کی لاش کے اردگرد ماں اور باپ محبت کی زیادتی اور نزدیکی کے خیال سے کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسا کہ کبھی زندگی میں اس سے پہلے پاک محبت کے خیال سے کھڑے نہ ہوئے ہونگے۔ اور پھر باقیماندہ بچوں کے ساتھ زیادہ پیار۔ حلیمی۔ نرم مزاجی اور نیک سلوکی سے پیش آتے ہیں۔ غم کے بادل جو مسیحی خاندانوں پر ٹلتے رہتے ہیں برسات کے بادلوں کی طرح جو فصلوں اور باغیچوں کو سیراب کرتے ہیں سلامتی۔ صلح۔ مبارکبادی۔ محبت۔ اور پاکیزگی چھوڑ جاتے ہیں جس طرح پھولوں اور فصلوں کو بغیر بارش کے آفتاب کی تپش جلا سکتی ہے۔ اسی طرح مسیحی خاندانوں پر غم بارش کا سا اثر کرتا ہے۔ جس طرح پھولوں کو بارش کا ڈر نہیں اس طرح ہمیں بھی غم سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ بلکہ آسمانی فرشتے سمجھ کر پیغام لانے والے کو قبول کرنا چاہئے۔ اور خداوند سے دعا مانگتے رہنا چاہئے کہ وہ اُس پیغام کو سمجھائے۔ مسیح نے ہمارے واسطے دُکھ اُٹھایا تاکہ ہم نجات پائیں۔ اس نے اپنی موت کا نتیجہ دائمی خوشی دیکھا۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ ہر مسیحی خاندان میں مسیح رہتا ہے۔ اور غم اور ماتم اور تکالیف کے ذریعہ سے ہم کو برکتیں دیتا ہے اگر ہم اپنا دروازہ کھلا رکھتے ہیں تو بے شک ہم کو برکتیں ملیں گی۔ اور یہی بڑی تسلی اور خوشی ہے جو ہم کو مسیح میں ہونے سے ملتی ہے۔ اور غیر مسیحی اس سے محروم رہتے ہیں۔ ہمیں اندھیری رات سے ڈرنا نہ چاہئے۔ کیونکہ آسمان پر ستارے ہمیشہ چمکتے رہتے ہیں ؎

بہت ہیں منتظر اے بیر اس دنیائے فانی میں
فنا ہو کے کہیں گے جو کہ ہم نے زندگی پائی

از عنایت مسیح بیر
گارڈن مشن کالج راولپنڈی

درخواست دُعا

مسیحی ناظرین نور افشاں سے درخواست ہے کہ امور ذیل کے لئے دعا فرماویں۔

(۱) گو پولیس کا دائر کردہ مقدمہ میرے خلاف خارج ہو گیا ہے۔ مگر ابھی تک غریب عیسائیوں کو دھمکایا جا رہا ہے کہ تم نے کیوں اپنے استادوں کی شہادت دی کہ مکان متدعویہ کے ساتھ اُنکا کوئی تعلق نہیں ہے۔ (غریب عیسائیوں نے ہم سے درخواست کی کہ آپ ہماری کچھ مدد کریں جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ریلوے نے میرے برخلاف مقدمہ بنا دیا کہ اس نے بلا اجازت ریلوے کی حدود میں مکان بنایا ہے جس سے میں ۲۰ جنوری سن ۱۹۱۶ء کو بری ہو گیا ہوں۔ دعا فرمائی جاوے

کہ خدا افسران پولیس کے دلوں میں رحم اور انصاف ڈالے۔

(۲) دعا کی جاوے کہ صرف عیسائیوں کے ہی مکانات محلہ سے نہ گرائے جاویں (ریلوے کی حدود میں مدت سے مہتران آباد چلے آتے ہیں اور وہ آزادی سے اپنے مکان بناتے اور گراتے آئے ہیں۔ مگر اب غریب عیسائیوں کو دھمکایا جا رہا ہے کہ تمہارے مکان گرائے جاوینگے اور کہ تم لوگ نوکری سے موقوف کئے جاؤ گے) دعا فرمائی جاوے کہ خدا اپنا انصاف افسران اعلےٰ ریلوے کے دلوں میں ڈالے کہ وہ مہتران کو غریب عیسائیوں پر ترجیح نہ دیں بلکہ دونوں فریقوں کو برابر خیال کریں۔

(۳) بعض غریب عیسائیوں کو ان کی سابقہ برادری سے سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ بلکہ مقدمہ تک نوبت پہونچائی جا رہی ہے۔ دعا کی جاوے کہ خدا اپنے عزیز بچوں کو اپنی قوت عطا کرے۔ تاکہ وہ ہر ایک آزمائش پر غالب آویں اور اپنے نجات دینے والے کے واسطے ہر ایک مصیبت اُٹھانے کو تیار ہو جاویں۔

میں خدا کی حمد اور تعریف کرتا ہوں کہ آخر راستی کی فتح ہوگی۔ اور ضرور ہوگی۔ آج تک وہ عجیب قدرت سے ہماری مدد کرتا رہا ہے اور اس نے سارے شیطانی منصوبہ کو باطل ٹھہرایا ہے۔ اور آئندہ بھی وہ ضرور اپنے بندوں کو سنبھالیگا ؎

ملتجی:-

اللہ دتا وڑائچ واعظ انجیل

لالہ موسیٰ

غزل

ہمیں حشر میں بھی سہارا ہے تیرا
کہ خالق کا تو وہ پیارا ہے تیرا۔

مرا ہے ہمارے گناہوں کی خاطر
یہ کافی دوائی اخفارا ہے تیرا

تو مالک ہے میرا میں بندہ ہوں تیرا
مجھے تو فقط اک سہارا ہے تیرا

بٹھایا ہے خالق نے تجھ کو فلک پہ
تو پیارا ہے اُسکا وہ پیارا ہی تیرا۔

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے۔
ہر اک شئے میں پیارے شرارا ہے تیرا

نظر ہو عنایت کی عیسےٰ ادھر بھی
کھڑا کب سے در پہ بچارا ہے تیرا

کسی کا کسی کو کسی کا کسی کو
ثمر کو سیحا سہارا ہے تیرا۔

رسید زر

سنہ ۱۹۱۶ء

مسٹر لعل مل عہ/۸
پادری الیشوری پرشاد ے/۸/۴
" پربھوت [illegible]
مسٹر اے ابراہیم " عہ/۸
مسٹر الفرڈیہ " ے/۸
پادری سی بوپ ۳ کاپی عہ/۸
" ایچ ڈی ساالک واسطے مسٹر شنکر پرشاد " [illegible]
" این ایم واعظ ۶ ماہ " [illegible]
" نتھانیل " عہ/۸
بابو عبد الغنی " عہ/۸
مسٹر برکت مسیح " عہ/۸

سنہ ۱۹۱۶ء

مسٹر صوبہ خاں۔ عہ/۸
پادری ایچ پی سمتھ " عہ/۸
مسٹر فیروز الدین " عہ/۸
مسٹر ٹی سمتھ " عہ/۸
مسٹر ایم ایل دانیل بقایا سنہ ۱۹۱۵ء [illegible]
مسٹر ڈبلیو ایوب " عہ/۸
مسٹر سندر سنگھ " عہ/۸
پنڈت ویدپال " عہ/۸
پادری ایل فرانسس " عہ/۸
مسٹر فضل الدین " عہ/۸



کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۹۳ء

تسلی بخش انتظام وکھانا عمدہ

خرچ کار خانجات ۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ سے جاری ہے ۔ امسال مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلی اور مکمل بنانے کی غرض سے یہ تجویز کی ہے کہ یکم اپریل ۱۹۱۶ء سے حصہ پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کھولی جائیں ۔ شرح خرچ خوراک فیس طالب علم ماہوار ہر ایک خاندان سے ۲ ہوں ۔ للعہ ۲ ہوں للعہ دھوبی اور کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا ۔ کار خانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم فرنیچر مثلاً کرسی میز الماری وغیرہ نہایت عمدہ ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں چرخ کتان کروڈ کول برو گیرام وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت جن رکشا للعہ سے ماسہ تک کروڈ کول للعہ سے ۱۲ تک مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اندرون شہر سے بغیر محصولڈاک عہ
ہندوستان و پنجاب سے معہ ۸
غیر ممالک سے معہ محصولڈاک ۲
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی ۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالانتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ے	صہ	عہ
چوتھائی کالم	صہ	عہ	للعہ
نصف کالم	عہ	للعہ	صعہ
پورا کالم	للعہ	طعہ	للعہ
پورا صفحہ	للعہ	سہ	ما

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کا نہ لیا جائیگا نوٹ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں اطلاع ضروری ۔ نامہ نگاروں کو چاہیے کہ نہایت خوشخط اور صرف ایک طرف کاغذ پر لکھا کریں (۲) نامنظور شدہ مضامین واپس نہیں بھیجے جا سکتے (۳) خط و کتابت کے لئے ٹکٹ بھیجنے چاہئیں ورنہ جواب نہیں دیا جا سکتا (۴) جو نامہ نگار مہینے میں کم از کم ایک مضمون نہ لکھے وہ نامہ نگار نہیں سمجھا جاویگا (۵) بعض نامہ نگار خلط ملط نظم و نثر بھیج دیتے ہیں جس سے بڑی دقت ہوتی ہے چاہیے کہ دونوں قسم کے مضامین علیحدہ علیحدہ کاغذوں پر ہوں مضمون لکھتے وقت صفحہ کے ختم ہونے پر اکثر صاحبان حاشیہ پر اوپر نیچے بہت سا مضمون لکھ دیتے ہیں جس کے پڑھنے سے بڑی دقت ہوتی ہے مضمون صفحہ وار رہنا ضروری ہے ایڈیٹر

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام وائل برادرز چھپا